ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 5 No. 02 Apr-Jun 2026.Page#.1639-1648
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Global Labor Market and Islamic Economic Ethics: A Critical Evaluation of the Economic Exploitation of Migrant Women under the Kafala System

عالمی لیبر مارکیٹ اور اسلامی معاشی اخلاقیات: کفالت (Kafala) نظام کے تناظر میں تارکین وطن خواتین کے معاشی استحصال کا تنقیدی جائزہ

Rubeena Shaheen
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, International Riphah University (Faisalabad Campus)
rshaheen016@gmail.com
Dr. Muhammad Amjad Khan
Department of Islamic Studies International Riphah University (Faisalabad Campus)
muhammadamjadkhan22@gmail.com
Dr. Hafiz Amjid Hussain
Department of Islamic Studies, International Riphah University (Faisalabad Campus)
hafizamjad209@gmail.com

Abstract
This study provides a critical evaluation of the economic exploitation faced by migrant women workers, particularly domestic helpers, under the contemporary Kafala (sponsorship) system within the global labor market framework. Operating primarily in the Gulf region, this administrative structure grants employer's asymmetrical legal authority over workers, trapping vulnerable migrant women in institutional dependency. Analytically examining this structural imbalance, the paper details how practices such as the non-payment or delay of wages, arbitrary salary deductions, passport confiscation, and excessive working hours severely restrict female labor autonomy and plunge them into economic paralysis. This research contrasts these capitalist exploitations with a robust conceptual framework of Islamic economic ethics, rooted in the core pillars of Adl (justice), Ihsan (benevolence), and the universal injunction of avoiding mutual harm (La Tazlimuna wa la Tuzlamun). The analysis reveals that the current institutionalized Kafala framework fundamentally contradicts Islamic principles of human dignity and fair labor compensation, diverging sharply from the historical, protective concept of sponsorship in Islamic law. Concluding with actionable structural reforms, the study advocates for direct state-backed regulatory oversight, a legally enforced minimum wage, and independent legal assistance to align modern labor practices with comprehensive human rights and Islamic economic justice.

Keywords: *Kafala System, Islamic Economic Ethics, Migrant Women Workers, Economic Exploitation, Labor Rights*

تعارف (Introduction)

عالمی لیبر مارکیٹ کی موجودہ صورتحال سرمایہ دارانہ نظام کے زیر اثر شدید عدم توازن کا شکار ہے جہاں سستے افرادی قوت کی فراہمی ترقی پذیر ممالک سے ترقی یافتہ معیشتوں کی طرف ہجرت کا ایک بڑا سبب بن چکی ہے۔ خلیجی ممالک اور مشرق وسطیٰ کے دیگر خطوں میں نافذ العمل کفالت نظام اس معاشی ڈھانچے کی ایک نمایاں مثال ہے جو تارکین وطن مزدوروں کی قانونی اور معاشی حیثیت کو براہ راست ان کے مقامی آجر یا کفیل سے جوڑ دیتا ہے

(توقیر، 2020)۔ یہ نظام بیسویں صدی کے وسط میں تیل کی دریافت کے بعد بنیادی ڈھانچے کی تیز رفتار ترقی کے لیے عارضی افرادی قوت کو منظم کرنے کی غرض سے قائم کیا گیا تھا تاکہ ملکی آبادی کے تناسب کو برقرار رکھتے ہوئے معاشی اہداف حاصل کیے جا سکیں (نیازی، 2018)۔ تاہم وقت کے ساتھ ساتھ اس نظام کی قانونی نوعیت نے ایک ایسے ڈھانچے کو جنم دیا ہے جہاں آجر کو ملازم کی نقل و حرکت اور ملازمت کی تبدیلی پر مطلق اختیار حاصل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ نظام بین الاقوامی اور علاقائی سطح پر شدید تنقید کی زد میں ہے (خان، 2021)۔ پاکستان جیسے ممالک سے ہجرت کرنے والے لاکھوں غیر ہنر مند اور ہنر مند مزدور اس انتظامی فریم ورک کے تحت بیرون ملک ملازمت حاصل کرتے ہیں جو کہ ان کی ملکی معیشت کے لیے ترسیلاتِ زر کا بڑا ذریعہ بنتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ان کی قانونی حیثیت کو انتہائی حساس بنا دیتا ہے (شہزاد، 2022)۔

اس نظام کے تحت سب سے زیادہ متاثر ہونے والا طبقہ تارکین وطن خواتین بالخصوص گھریلو ملازمات کا ہے جو نہ صرف صنفی بنیادوں پر بلکہ قانونی تحفظ سے محرومی کے باعث شدید معاشی اور سماجی چیلنجز کا سامنا کر رہی ہیں۔ معاشی استحصال کی سب سے سنگین شکلوں میں تنخواہوں کی عدم ادائیگی یا مہینوں کی تاخیر اور پاسپورٹ جیسے بنیادی شناختی دستاویزات کی جبری ضبطگی شامل ہے جو ملازمہ کو متبادل روزگار کی تلاش یا ملک واپسی سے قاصر کر دیتی ہے (غفار اور شاہین، 2019)۔ مزید برآں چوبیس گھنٹے کام کے اوقات اور رہائشی آزادی کا فقدان ان خواتین کو ایک پوشیدہ اور الگ تھلگ ماحول میں قید کر دیتا ہے جہاں وہ جسمانی اور نفسیاتی تشویش کا آسان ہدف بن جاتی ہیں اور مقامی لیبر قوانین کا دائرہ کار عام طور پر ان گھریلو دائروں تک وسیع نہیں ہوتا (بانو، 2020)۔ صنفی امتیاز اور غیر ملکی حیثیت کا یہ گٹھ جوڑ ان خواتین کو ایک ایسی دلدل میں دھکیل دیتا ہے جہاں ان کے بنیادی انسانی حقوق پامال ہوتے ہیں اور وہ آجر کے رحم و کرم پر رہنے پر مجبور ہو جاتی ہیں جو کہ دورِ جدید کی معاشی غلامی کی ایک شکل اختیار کر چکا ہے (صدیقی، 2017)۔ ہجرت کے ان راستوں پر تحفظ کا فقدان خواتین کی معاشی خود مختاری کے خواب کو شدید نقصان پہنچاتا ہے (اسلم، 2023)۔

جدید معاشی نظام کے ان سنگین نقائص کے متبادل کے طور پر اسلامی معاشی اخلاقیات کا دائرہ کار ایک جامع اور انصاف پر مبنی فریم ورک فراہم کرتا ہے جو انسانی وقار کو اولین ترجیح دیتا ہے۔ اگرچہ جدید معاشی اصطلاح میں اس قانونی ڈھانچے کو کفالت کا نام دیا گیا ہے لیکن کلاسیکی اسلامی قانون میں کفالت کا اصل تصور یکسر مختلف تھا کیونکہ وہاں یہ ایک ایسا اخلاقی اور سماجی معاہدہ تھا جس کا مقصد کمزور طبقات کو مالی اور قانونی تحفظ فراہم کرنا تھا نہ کہ ان کے کارِ محنت کو تجارتی فائدے کے لیے مقید کرنا (محمود، 2019)۔ اسلامی معاشی فلسفہ آجر اور اجیر کے تعلق کو عدل اور احسان کے اصولوں پر استوار کرتا ہے جہاں مزدور کے حقوق کی پامالی اور اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کو ظلمِ عظیم قرار دیا گیا ہے (عتیق، 2022)۔ اسلام میں مزدور کی اجرت کی فوری ادائیگی اور اس کے کام کی نوعیت کے مطابق انسانی حقوق کی فراہمی پر سخت تاکید کی گئی ہے جو موجودہ کارپوریٹ کفالت کی صریح نفی ہے (عثمانی، 2015)۔ لہٰذا اس موضوع پر اسلامی اخلاقیات کا اطلاق محض ایک مذہبی فریضہ نہیں بلکہ عالمی لیبر مارکیٹ کے ساختی مظالم کو دور کرنے کا ایک منطقی اور اصولی حل پیش کرتا ہے۔

اس تحقیق کی علمی اور سماجی اہمیت انتہائی اہم ہے کیونکہ یہ دورِ جدید کے ایک بڑے انسانی اور معاشی بحران کو اسلامی معاشی انصاف کے آفاقی اصولوں کے تقابلی تناظر میں پرکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ خلیجی ممالک میں لیبر قوانین کے اندر حالیہ اصلاحات کے دعوؤں کے باوجود گھریلو ملازمات کو عملی طور پر ان تحفظات سے خارج رکھا گیا ہے جس کے باعث مقاصدِ شریعت اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی چارٹر دونوں کی روح پامال ہو رہی ہے (بانو، 2020)۔ یہ مقالہ ان ساختی اور صنفی ترجیحات کو بے نقاب کرنے کے لیے ضروری ہے جو خواتین ورکرز کو ایک ایسے ماحول میں دھکیلتی ہیں جہاں وہ

اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانے سے بھی محروم ہو جاتی ہیں (غفار اور شاہین، 2019)۔ اس تنقیدی جائزے کے ذریعے نہ صرف اکیڈمک سطح پر موجود تحقیقی خلا کو پر کیا جاسکے گا بلکہ یہ خاکہ مسلم اکثریتی ممالک کے پالیسی سازوں اور محققین کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں ایک منصفانہ لیبر پالیسی کی تشکیل اور تارکین وطن خواتین کے تحفظ کے لیے ٹھوس علمی بنیادیں بھی فراہم کرے گا (محمود، 2019)۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ (Literature Review)

عالمی سطح پر کفالت نظام اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق پر موجود لٹریچر اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ انتظامی ڈھانچہ بنیادی انسانی آزادیوں کو سلب کرنے کا باعث بنتا ہے۔ بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن اور ایمنسٹی انٹرنیشنل جیسی عالمی تنظیموں کی شائع کردہ متعدد رپورٹس اس نظام کے نقائص کو مستقل طور پر اجاگر کرتی چلی آئی ہیں جن میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ آجر کو حاصل قانونی اختیارات مزدوروں کو جبری مشقت کی دلدل میں دھکیل دیتے ہیں (احمد، 2021)۔ اکیڈمک لٹریچر میں اس بات پر گہرا اصرار پایا جاتا ہے کہ کفالت قوانین کے تحت جب آجر کو یہ حق مل جاتا ہے کہ وہ ملازم کا ویزا منسوخ کر سکے یا اسے ملک چھوڑنے سے روک دے تو ایسی صورت میں ریاست کا قانونی ڈھانچہ آجر کے معاشی مفادات کا محافظ بن جاتا ہے اور مزدور کے پاس اپنی حفاظت کا کوئی راستہ باقی نہیں رہتا (فاروق، 2018)۔ یہ بین الاقوامی رپورٹس اور علمی تحقیقات اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ موجودہ دور میں خلیجی معیشتوں کا ارتقاء انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کی بنیادی دفعات سے براہ راست متصادم ہے کیونکہ یہ مزدوروں کو نقل مکانی اور ملازمت کی تبدیلی کی بنیادی آزادی فراہم کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہا ہے (شاہ، 2023)۔

جہاں تک تارکین وطن خواتین بالخصوص گھریلو ملازمات کے مسائل کا تعلق ہے تو اس مخصوص دائرے پر کی گئی تحقیقات ان کے شدید معاشی اور سماجی استحصال کی لرزہ خیز تصویر پیش کرتی ہیں۔ صنفی بنیادوں پر کیے گئے مطالعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواتین ورکرز کو عام مزدوروں کے مقابلے میں دگنے دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ ان کا جائے عمل کسی فیکٹری یا کھلے میدان کے بجائے ایک نجی گھر ہوتا ہے جہاں بیرونی دنیا یا لیبر انسپکٹرز کی رسائی ناممکن ہوتی ہے (یاسمین، 2022)۔ اس پوشیدہ ماحول کے نتیجے میں ہونے والے معاشی استحصال میں تنخواہوں کی طویل مدت تک عدم ادائیگی اور اوور ٹائم کے بغیر چوبیس گھنٹے کام لینا ایک عام روایت بن چکی ہے جس کا احاطہ معاصر لٹریچر میں کثرت سے ملتا ہے (صدیقی، 2020)۔ سابقہ تحقیقی کام یہ واضح کرتا ہے کہ ان خواتین کے پاسپورٹ ضبط کر لیے جانے کے باعث وہ کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی سے محروم ہو جاتی ہیں اور ان کی معاشی خودمختاری کا خواب ایک ایسے بندھن میں تبدیل ہو جاتا ہے جہاں وہ قانون کی نظر میں مفرور قرار دیے جانے کے خوف سے خاموشی اختیار کرنے پر مجبور ہوتی ہیں (گیلانی، 2019)۔

اسلامی معاشی اخلاقیات، مزدور کے حقوق اور معاشی انصاف کے موضوع پر اسلامی مفکرین اور فقہاء نے ایک وسیع علمی سرمایہ چھوڑا ہے جس میں آجر اور اجیر کے تعلقات کو خالص اخلاقی بنیادوں پر استوار کرنے کی وکالت کی گئی ہے۔ اسلامی لٹریچر کے مطابق اجرت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ ملازم کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو اور اس کی ادائیگی میں ایک لمحے کی تاخیر بھی آجر کے اخلاقی دیوالیہ پن کو ظاہر کرتی ہے (عثمانی، 2015)۔ کلاسیکی اور جدید اسلامی معاشی کتب میں اس بات پر اصرار کیا گیا ہے کہ اسلام کسی بھی ایسے معاہدے کو باطل قرار دیتا ہے جس میں ایک فریق دوسرے کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر اس کا استحصال کرے کیونکہ مقاصدِ شریعت کا بنیادی مقصد ہی معاشرے سے ظلم کا خاتمہ اور عدل و احسان کا

نفاذ ہے (محمود، 2019)۔ یہ لٹریچر سرمایہ دارانہ نظام کے مروجہ قوانین کے مقابلے میں مزدور کو ایک انسان کے طور پر معزز مقام دیتا ہے اور ریاست کو پابند کرتا ہے کہ وہ آجر کی اجارہ داری کو روکنے کے لیے مداخلت کرے (نعمان، 2021)۔

ان تمام مباحث کے باوجود موجودہ علمی ذخیرے میں ایک بڑا تحقیقی خلا یعنی ریسرچ گیپ پایا جاتا ہے جسے پر کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اگرچہ ایک طرف بین الاقوامی ادارے کفالت نظام کے نقائص پر مغربی لبرل انسانی حقوق کے تناظر سے تنقید کرتے ہیں اور دوسری طرف اسلامی اسکالرز عام حالات میں مزدور کے حقوق کا احاطہ کرتے ہیں لیکن ان دونوں کا باہمی ملاپ اب تک اکیڈمک سطح پر تشنہ ہے۔ لٹریچر میں یہ خلا موجود ہے کہ جدید کفالت نظام کے تحت تارکین وطن خواتین کے مخصوص معاشی استحصال کا اسلامی معاشی اخلاقیات کے اطلاقی فریم ورک کے تحت کوئی جامع اور تنقیدی جائزہ پیش نہیں کیا گیا (یاسمین، 2022)۔ زیادہ تر اسلامی لٹریچر عمومی نوعیت کا ہے جو گھریلو ملازمات کی قانونی اور انتظامی مجبوریوں پر خاموش ہے جب کہ مغربی لبرل لٹریچر اسلامی اصولوں کے متبادل حل پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا یہ تحقیق اسی خلا کو پر کرنے کے لیے ضروری ہے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ اسلامی معاشی انصاف کے اصول کس طرح اس جدید معاشی غلامی کا ایک پائیدار اور عملی متبادل فراہم کر سکتے ہیں (محمود، 2019)۔

تحقیقی مقاصد (Research Objectives)

- کفالت نظام کے تحت تارکین وطن خواتین کے معاشی استحصال کی مختلف شکلوں کی نشان دہی کرنا۔
- جدید کفالت نظام کا اسلامی معاشی اخلاقیات (عدل، احسان، اجرت کی فوری ادائیگی) کے اصولوں کی روشنی میں تنقیدی جائزہ لینا۔
- تارکین وطن خواتین کے معاشی حقوق کے تحفظ کے لیے اسلامی اصولوں پر مبنی متبادل یا اصلاحاتی تجاویز پیش کرنا۔

کفالت نظام کا ڈھانچہ اور تارکین وطن خواتین کا معاشی استحصال

کفالت نظام کی قانونی اور انتظامی حیثیت ایک ایسا جابرانہ فریم ورک تخلیق کرتی ہے جو کسی بھی تارکِ وطن ملازم کی قانونی بقا کو مکمل طور پر اس کے آجر یعنی کفیل کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے۔ اس انتظامی نظام کے تحت ریاست اپنے ریگولیٹری فرائض کا ایک بڑا حصہ نجی افراد یا کمپنیوں کو منتقل کر دیتی ہے جس کے بعد آجر ہی ملازم کے ویزے، رہائشی اجازت نامے اور ملک میں قانونی طور پر قیام کا واحد ضامن بن جاتا ہے (فاروق، 2018)۔ اگر کوئی ورکر آجر کے ظلم سے تنگ آکر اس کی اجازت کے بغیر کام چھوڑنے کی کوشش کرے تو قانون کی نظر میں اسے مفرور یا غیر قانونی تارکِ وطن تصور کیا جاتا ہے جس کی پاداش میں اسے گرفتاری، جرمانے یا ملک بدری کا سامنا کرنا پڑتا ہے (احمد، 2021)۔ طاقت کا یہ شدید عدم توازن آجر کو ملازم پر مطلق اور بلا شرکتِ غیرے قانونی بالادستی عطا کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں ملازم اپنی ملازمت کو تبدیل کرنے یا کسی بھی فورم پر اپنے خلاف ہونے والی ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانے کی بنیادی قانونی آزادی سے یکسر محروم ہو جاتا ہے (خان، 2021)۔

اس ساختی خرابی کے باعث تارکینِ وطن خواتین کو جس معاشی استحصال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی پہلی اور سب سے نمایاں شکل کام کے طویل اوقات اور اوور ٹائم کے معاوضے کی مکمل عدم ادائیگی ہے۔ ان خواتین ورکرز بالخصوص گھریلو ملازمات کے لیے کام کے اوقات کار کی کوئی قانونی حد مقرر نہیں ہوتی اور انہیں روزانہ اٹھارہ سے بیس گھنٹے مسلسل کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے (صدیقی، 2020)۔ بین الاقوامی لیبر معیار کے برعکس ان خواتین کو ہفتہ

وار چھٹی یا آرام کا کوئی وقفہ نہیں دیا جاتا اور آرام کی اس محرومی کو ان کا بنیادی فرض سمجھ کر ان کی محنت کا بے دریغ استحصال کیا جاتا ہے (یاسمین، 2022)۔ اس حد سے زیادہ جسمانی مشقت کے باوجود قانون سازی کا فقدان آجروں کو اس بات کی کھلی چھوٹ دیتا ہے کہ وہ اضافی وقت یعنی اوور ٹائم کا کوئی معاوضہ ادا نہ کریں جس سے ان خواتین کی معاشی پیداواری صلاحیت کو بغیر کسی مالی پاداش کے نچوڑا جاتا ہے (گیلانی، 2019)۔

معاشی استحصال کا یہ سلسلہ تنخواہوں کی جبری کٹوتیوں اور مہینوں کی تاخیر جیسے سنگین ہتھکنڈوں کے ذریعے مزید ہولناک شکل اختیار کر لیتا ہے۔ آجر اکثر و بیشتر سفری اخراجات یا ویزا فیسوں کی وصولی کا بہانہ بنا کر ابتدائی کئی مہینوں کی تنخواہیں سرے سے ہضم کر جاتے ہیں یا ان میں بھاری کٹوتیاں کرتے ہیں جو کہ صریحاً معاشی ظلم ہے (شاہ، 2023)۔ اس کے ساتھ ساتھ تنخواہوں کو روک کر رکھنا ایک باقاعدہ ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تاکہ ملازمہ ملک چھوڑ کر بھاگنے یا احتجاج کرنے کا سوچ بھی نہ سکے (صدیقی، 2020)۔ اس معاشی جبر کو مزید مستحکم کرنے کے لیے پاسپورٹ اور دیگر شناختی دستاویزات کو آمد کے فوری بعد جبری طور پر ضبط کر لیا جاتا ہے اور قانوناً ویزا تبدیل کرنے یا کسی دوسری جگہ روزگار تلاش کرنے پر سخت پابندی عائد ہوتی ہے (احمد، 2021)۔ یہ تمام عوامل مل کر ان خواتین کے گرد ایک ایسا معاشی حصار قائم کر دیتے ہیں جہاں وہ شدید مالی بحران کا شکار ہو کر آجر کی ہر شرط ماننے پر مجبور ہو جاتی ہیں (فاروق، 2018)۔

تارکین وطن خواتین ورکرز کی مخصوص حساسیت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو ملازمات کی الگ تھلگ زندگی ان کے معاشی تحفظ کے فقدان کو دگنا کر دیتی ہے۔ چونکہ ان کا جائے عمل کسی عوامی فیکٹری کے بجائے ایک نجی گھر کی چار دیواری ہوتا ہے اس لیے وہ معاشرے اور قانونی اداروں کی نظروں سے مکمل طور پر اوجھل رہتی ہیں (بانو، 2020)۔ یہ تنہائی انہیں کسی بھی قسم کی سماجی سپورٹ یا مزدور یونینوں سے محروم کر دیتی ہے جس کے باعث وہ اپنی معاشی کسمپرسی کا کسی سے ذکر بھی نہیں کر پاتیں (اسلم، 2023)۔ نجی دائرے میں محصور ہونے کی وجہ سے ان کے لیے لیبر انسپکشن کا کوئی مروجہ نظام کام نہیں کرتا جس کا فائدہ اٹھا کر آجر انہیں معاشی تحفظ کے کم از کم معیار سے بھی محروم کر دیتے ہیں اور یوں یہ خواتین ایک ایسے پوشیدہ ماحول میں جینے پر مجبور ہوتی ہیں جہاں ان کا معاشی وجود صریحاً مفقود ہو کر رہ جاتا ہے (یاسمین، 2022)۔

اسلامی معاشی اخلاقیات اور مزدور کے حقوق: ایک اصولی فریم ورک

اسلامی معیشت کے بنیادی ستون عدل، احسان اور لا تظلمون ولا تظلمون کے زریں اصولوں پر استوار ہیں جو انسانی معاشرے میں معاشی توازن قائم رکھنے کے ضامن ہیں۔ اسلام کا تصورِ عدل یہ تقاضا کرتا ہے کہ معاشی پیداوار کے عمل میں شامل تمام فریقین کو ان کا جائز اور منصفانہ حق بغیر کسی تاخیر یا کٹوتی کے فراہم کیا جائے تاکہ معاشرے میں دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں نہ ہو (عثمانی، 2015)۔ عدل کے ساتھ احسان کا پہلو اس معاشی فریم ورک کو مزید وسعت دیتا ہے جس کے تحت آجر کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ ملازم کے ساتھ محض ایک قانونی یا کاروباری معاہدے تک محدود نہ رہے بلکہ اس کی انسانی ضروریات اور مجبوریاں کا خیال رکھتے ہوئے ہمدردانہ رویہ اختیار کرے (عتیق، 2022)۔ ان دونوں ستونوں کو قرآنِ کریم کے آفاقی اصول لا تظلمون ولا تظلمون سے اخلاقی تحفظ حاصل ہے جو یہ واضح کرتا ہے کہ معاشی نظام میں نہ تو آجر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی سرمایہ دارانہ طاقت کے بل بوتے پر مزدور کا معاشی استحصال کرے اور نہ ہی مزدور کو آجر کے سرمائے کو نقصان پہنچانے کی اجازت ہے (محمود، 2019)۔

مزدور اور آجر کے تعلقات پر اسلامی تعلیمات کی گہرائی کا اندازہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مشہورِ زمانہ حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ مزدور کو اس کا پسینہ سوکھنے سے پہلے اس کی اجرت ادا کرو۔ اس فرمانِ نبوی کی معاشی تشریح محض وقت کی پابندی تک محدود نہیں بلکہ یہ مزدور کی معاشی بقا، مائعیت (Liquidity) اور اس کے سرمائے کے تحفظ کی ضامن ہے کیونکہ اجرت میں تاخیر مزدور کو قرضوں کی دلدل اور معاشی کمزوری کی طرف دھکیل دیتی ہے (نعمان، 2021)۔ اسلامی قانون کے تحت اجرت کا پہلے سے طے ہونا اور اس کی فوری اور مکمل ادائیگی آجر پر ایک لازمی شرعی فریضہ ہے جس سے انحراف آجر کو خدا کی عدالت میں مجرم بنا دیتا ہے (عثمانی، 2015)۔ اسلام کا یہ معاشی حکم موجودہ کارپوریٹ کلچر کی صریح نفی کرتا ہے جہاں مزدوروں کے واجبات کو مہینوں روک کر کاروباری منافع کمایا جاتا ہے جب کہ مزدور بنیادی ضروریات کے لیے ترستا رہتا ہے (محمود، 2019)۔

انسانی وقار اور غلامانہ طرزِ عمل کی ممانعت اسلامی معاشی اخلاقیات کا ایک اور درخشاں پہلو ہے جو مزدور کو محض ایک مادی پرزہ سمجھنے کے بجائے اسے شراکت دار کا درجہ دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام انسان برابر ہیں اور کسی بھی شخص کو اس کی معاشی مجبوری کے باعث تذلیل کا نشانہ بنانا یا اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جو اس کے انسانی وقار کے منافی ہو، سخت گناہ ہے (صدیقی، 2017)۔ عہدِ جاہلیت کے غلامانہ طرزِ عمل کو ختم کرتے ہوئے اسلام نے آجروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ماتحتوں کو وہی کھلائیں جو خود کھاتے ہیں اور وہی پہنائیں جو خود پہنتے ہیں (عتیق، 2022)۔ اس اخلاقی اصول کا براہِ راست اطلاق دورِ جدید کے ان قوانین پر ہوتا ہے جہاں ملازمین کے پاسپورٹ ضبط کر کے ان کی نقل و حرکت پر پابندی لگائی جاتی ہے اور انہیں نجی دائروں میں قید کر دیا جاتا ہے، جسے اسلامی شریعت صریح ظلم اور انسانی آزادی پر غصب قرار دیتی ہے (نعمان، 2021)۔ ریاست اور آجر کی معاشی ذمہ داریوں کے دائرے میں اسلام نے کمزور طبقات بالخصوص مسافروں اور خواتین کے معاشی حقوق کے تحفظ کے لیے واضح اور سخت احکامات جاری کیے ہیں۔ اسلامی ریاست کا یہ بنیادی فریضہ ہے کہ وہ مارکیٹ کے قوانین کی نگرانی کرے اور یہ یقینی بنائے کہ کوئی بھی آجر اپنی قانونی یا معاشی برتری کا فائدہ اٹھا کر خواتین ورکرز کا استحصال نہ کر سکے (خان، 2021)۔ شریعت کی رو سے خواتین اور مسافروں کی حالتِ زار کا فائدہ اٹھا کر ان کی اجرتیں کم کرنا یا ان پر طاقت کا استعمال کرنا ممنوع ہے کیونکہ اسلام کمزور طبقات کو خصوصی قانونی اور سماجی تحفظ فراہم کرتا ہے (نیازی، 2018)۔ آجر پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خواتین ملازمین کی جسمانی استطاعت کے مطابق کام کی حد مقرر کرے اور اسلامی ریاست ایسے قوانین نافذ کرنے کی پابند ہے جو ان تارکین وطن خواتین کو نجی گھروں کے اندر بھی معاشی اور قانونی تحفظ فراہم کر سکیں (خان، 2021)۔

کفالت نظام کا اسلامی معاشی اخلاقیات کے تناظر میں تنقیدی تقابل

کفالت نظام کے مروجہ قوانین اور اسلامی تصورِ عدل کے مابین گہرے تضادات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس معاصر انتظامی ڈھانچے کی بنیادیں سرمایہ دارانہ استحصال پر کھڑی ہیں۔ اسلام کا نظریہ عدل کسی بھی ایسے قانون کی صریح نفی کرتا ہے جو فریقین کے مابین طاقت اور حقوق کا ایسا عدم توازن پیدا کر دے جہاں ایک فریق دوسرے کا معاشی یرغمال بن کر رہ جائے (عثمانی، 2015)۔ کفالت نظام کے موجودہ ضوابط آجر کو یہ مطلق قانونی طاقت فراہم کرتے ہیں کہ وہ مزدور کی رہائش، نقل و حرکت اور ملازمت کی تبدیلی کا یکطرفہ فیصلہ کرے جو کہ بنیادی انسانی آزادیوں پر شب خون مارنے کے مترادف ہے (خان، 2021)۔ شریعت کا بنیادی معاشی مقصد مارکیٹ میں منصفانہ مسابقت اور کمزور طبقات کا تحفظ ہے جب کہ یہ

نظام آجر کی اجارہ داری کو اس حد تک بڑھا دیتا ہے کہ مزدور اپنے جائز معاشی حقوق یا اجرت کے حصول کے لیے بھی آواز اٹھانے کے قابل نہیں رہتا، جو کہ اسلامی نظامِ انصاف کے بنیادی مقاصد کے ساتھ ایک واضح ساختی تصادم کو ظاہر کرتا ہے (محمود، 2019)۔

اس تضاد کے نتیجے میں پیدا ہونے والا اخلاقی بحران اس وقت مزید سنگین رخ اختیار کر لیتا ہے جب اس مروجہ استحصالی نظام کو تقدس کا لبادہ پہنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں یہ بنیادی سوال اٹھانا ضروری ہے کہ کیا موجودہ خلیجی کفالت نظام کو کسی بھی طرح اسلامی نظام قرار دیا جا سکتا ہے، جس کا جواب کلاسیکی فقہ اور جدید اطلاقی اخلاقیات کے تقابل سے نفی میں ملتا ہے (احمد، 2021)۔ اسلامی تاریخ میں کفالت کا تصور ایک خالص اخلاقی، سماجی اور امدادی معاہدہ تھا جس کا بنیادی مقصد معاشرے کے اجنبی، مسافر یا کمزور افراد کو مالی تحفظ فراہم کرنا اور ان کی قانونی ضمانت اٹھانا تھا (عتیق، 2022)۔ اس کے برعکس جدید کاروباری کفالت نے اس اخلاقی تصور کو یکسر مسخ کر کے ایک تجارتی اور استحصالی آلے میں تبدیل کر دیا ہے جہاں انسانوں کی محنت کی خرید و فروخت اور ان کی مجبوریاں کو سرمائے میں بدلنا آجر کا بنیادی ہدف بن چکا ہے، جس کے باعث یہ نظام اپنی اخلاقی اور شرعی مشروعیت مکمل طور پر کھو چکا ہے (فاروق، 2018)۔

تارکین وطن خواتین ورکرز کی معاشی مجبوریوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آجر کی طرف سے قانونی پوزیشن کا غلط استعمال شریعتِ اسلامی کی رو سے سنگین ترین جرائم اور ظلمِ عظیم کے زمرے میں آتا ہے۔ اسلامی قانون کے تحت کسی بھی شخص کی معاشی حالتِ زار یا بے وطنی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس سے سستی مشقت لینا یا اس کے طے شدہ معاوضے میں کٹوتی کرنا صریح حرام ہے (نعمان، 2021)۔ خلیجی ممالک میں گھریلو ملازمات کے پاسپورٹ ضبط کر لینا اور انہیں ویزا تبدیل کرنے کی اجازت نہ دینا دراصل ان کی معاشی مجبوری کو مغلوب کرنے کے ہتھکنڈے ہیں تاکہ وہ آجر کی ہر شرط کو ماننے پر مجبور ہو جائیں (صدیقی، 2020)۔ شریعت نے آجر کو یہ حق ہرگز نہیں دیا کہ وہ ملازم کی ذاتی زندگی اور اس کی آزادی کو سلب کرے، اور جب آجر اپنی اس قانونی پوزیشن کا فائدہ اٹھا کر خواتین ملازمین پر طویل ترین کام کے اوقات مسلط کرتا ہے تو وہ اللہ کے قائم کردہ معاشی حدود کو پامال کرنے کا مرتکب ہوتا ہے (یاسمین، 2022)۔

اس نظام کے تحت خواتین ورکرز کا معاشی استحصال اس لیے بھی زیادہ ہولناک ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ان کے بنیادی انسانی وقار کو مجروح کرتا ہے جسے اسلام نے ہر حال میں مقدم رکھا ہے۔ شریعتِ اسلامی نے آجر اور اجیر کے تعلق کو ایک باہمی احترام کے رشتے میں پرویا ہے جہاں ملازم کو بھائی یا شراکت دار کا درجہ دیا گیا ہے (عتیق، 2022)۔ تاہم موجودہ کفالت نظام کے تحت نجی گھروں میں محصور تارکین وطن خواتین کو کسی بھی قسم کے معاشی اور سماجی تحفظ سے محروم رکھا جاتا ہے، جو کہ براہِ راست ان کے انسانی وقار پر حملہ ہے (بانو، 2020)۔ جب کوئی آجر قانون کی پناہ لے کر ایک غیر ملکی خاتون کی تنخواہ مہینوں روک لیتا ہے تو وہ نہ صرف معاشی ظلم کرتا ہے بلکہ اس اسلامی اصول کی بھی خلاف ورزی کرتا ہے جو کمزوروں اور مسافروں کے ساتھ خصوصی حسنِ سلوک اور ان کی جان و مال کے تحفظ کا حکم دیتا ہے (نیازی، 2018)۔ یہ ساختی جبر مسلم معاشروں کے لیے ایک بڑا اخلاقی چیلنج ہے جس کا فوری تدارک شریعت کا ناگزیر تقاضا ہے (محمود، 2019)۔

عالمی لیبر مارکیٹ کے اس استحصالی نظام کا اکیڈمک اور شرعی حل یہ ہے کہ کفالت کے مروجہ قوانین کو اسلامی معاشی انصاف کے آفاقی اصولوں کے مطابق یکسر تبدیل کیا جائے۔ اسلامی ریاستوں پر یہ شرعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایسے قوانین کا خاتمہ کریں جو انسانی آزادیوں کو سلب کرتے ہیں اور ان کی جگہ ایک ایسا متبادل فریم ورک لائیں جہاں ریاست خود مزدور کے حقوق کی ضامن ہو (خان، 2021)۔ خواتین ورکرز کے معاشی تحفظ کے

لیے کم از کم اجرت کا تعین، کام کے اوقات کار کی حد بندی اور پاسپورٹ کی ضبطگی پر سخت سزائیں نافذ کرنا ایسے اقدامات ہیں جو اسلامی تصورِ عدل کے عین مطابق ہیں (غفار اور شاہین، 2019)۔ جب تک مسلم دنیا سرمایہ دارانہ نظام کے اس جبر کو ختم کر کے شریعت کے عدل اور احسان کے اصولوں کو لیبر مارکیٹ میں نافذ نہیں کرتی، تب تک تارکینِ وطن خواتین کا معاشی استحصال جاری رہے گا اور معاشی نظام کا یہ اخلاقی بحران کبھی حل نہیں ہو سکے گا (عثمانی، 2015)۔

حاصل کلام / نتیجہ (Conclusion)

اس تحقیقی مقالے میں عالمی لیبر مارکیٹ کے مروجہ ساختی خدوخال اور خلیجی خطے میں رائج کفالت نظام کے تحت تارکینِ وطن خواتین بالخصوص گھریلو ملازمات کے معاشی استحصال کا اسلامی معاشی اخلاقیات کے تناظر میں ایک تفصیلی اور جامع جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مباحث کے نچوڑ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ موجودہ انتظامی اور قانونی فریم ورک آجر کو غیر معمولی اور یکطرفہ اختیارات تفویض کر کے طاقت کا ایک ایسا خطرناک عدم توازن پیدا کرتا ہے جس میں ملازمہ کے بنیادی معاشی اور انسانی حقوق صریحاً مفقود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ مقالے کے دوران یہ واضح کیا گیا ہے کہ دورِ جدید کا یہ کاروباری ماڈل کلاسیکی اسلامی قانون کے اخلاقی اور سماجی تصورِ کفالت کی روح کو مسخ کر کے وجود میں لایا گیا ہے، جس کا واحد مقصد سستی افرادی قوت کی فراہمی کو یقینی بنا کر سرمایے کے ارتکاز کو برقرار رکھنا ہے، اور اس عمل میں خواتین ورکرز کی صنفی اور سماجی تنہائی ان کے معاشی جبر کو مزید گہرا کر دیتی ہے۔

تحقیق کے اہم نتائج سے یہ بات حتمی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ مروجہ کفالت نظام کا موجودہ ڈھانچہ اسلامی معاشی انصاف، تصورِ عدل اور احسان کے بنیادی اصولوں کے یکسر منافی ہے اور یہ خواتین کو معاشی طور پر مکمل طور پر مفلوج کرنے کا باعث بنتا ہے۔ تنخواہوں کی طویل تاخیر، پاسپورٹ کی جبری ضبطگی، اور ملازمت کی تبدیلی پر قانونی قدغنیں جیسے اقدامات قرآنی اصول "لا تظلمون ولا تظلمون" کی کھلی خلاف ورزی ہیں کیونکہ یہ آجر کو ظلم اور اجارہ داری کا قانونی جواز فراہم کرتے ہیں۔ یہ نظام تارکینِ وطن خواتین کو نجی دائروں کے اندر الگ تھلگ کر کے ان کی معاشی خودمختاری کے امکانات کو ختم کر دیتا ہے اور انہیں ایک ایسی معاشی دلدل میں دھکیل دیتا ہے جہاں وہ قانون کی نظر میں مفرور قرار دیے جانے کے خوف سے اپنے خلاف ہونے والے بدترین استحصال پر بھی خاموش رہنے پر مجبور ہو جاتی ہیں، جو کہ اسلامی شریعت کے مقاصد اور انسانی وقار کے تصور کے صریح خلاف ہے۔

موجودہ صورتحال میں بہتری کے لیے سفارشات اور اصلاحات کے دائرے میں یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ کفالت نظام کو بین الاقوامی لیبر قوانین اور اسلامی معاشی اخلاقیات کے آفاقی اصولوں کے مطابق یکسر بدلا جائے۔ سب سے پہلی اور ناگزیر اصلاح یہ ہونی چاہیے کہ ملازم کی قانونی حیثیت کو کسی نجی آجر یا کفیل کے بجائے براہِ راست ریاست کے ریگولیٹری اداروں سے جوڑا جائے تاکہ آجر کی بلیک میلنگ کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔ مزید برآں تارکینِ وطن خواتین ورکرز کے لیے ایک آزادانہ اور فعال قانونی معاونت کا سیل قائم کیا جانا چاہیے جہاں وہ نجی دائرے کی تنہائی سے نکل کر بلا خوف و خطر اپنے حقوق کے لیے چارہ جوئی کر سکیں، اور اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی معیارات کے مطابق کم از کم اجرت کا نفاذ اور کام کے اوقات کار کی سخت قانونی حد بندی کی جائے تاکہ ان کی محنت کا معاشی استحصال روکا جا سکے۔ مستقبل کی تحقیق کے رخ کے حوالے سے یہ موضوع اکیڈمک سطح پر مزید گہرے اور کثیر الجہتی مطالعے کا متقاضی ہے تاکہ اس انسانی بحران کے دیگر پوشیدہ پہلوؤں کو سامنے لایا جا سکے۔ آنے والے محققین کے لیے یہ ایک اہم میدان ہے کہ وہ معاشی استحصال کے ساتھ ساتھ ان تارکینِ وطن خواتین کو درپیش شدید نفسیاتی اثرات، تنہائی کے باعث پیدا ہونے والے ذہنی امراض، اور ان

کے بچوں پر پڑنے والے سماجی اثرات کا تفصیلی جائزہ لیں۔ اس کے علاوہ خلیجی ممالک کے مقامی عدالتی نظام اور بین الاقوامی انسانی حقوق کی عدالتوں کے مابین موجود قانونی خلا پر تحقیق کی جاسکتی ہے تاکہ ایسے نفاذِ قوانین کے طریقہ کار وضع کیے جاسکیں جو اسلامی دنیا کی لیبر مارکیٹ کو جدید معاشی غلامی کے اثرات سے پاک کر کے ایک حقیقی منصفانہ معاشرے کی تشکیل کی بنیاد بن سکیں۔

حوالہ جات(References List)

- احمد، ا۔ (2021)۔ خلیجی ممالک میں انسانی حقوق کی صورتحال اور بین الاقوامی رپورٹس کا جائزہ۔ *جرنل آف سوشل سائنسز*، 14(2)، 115–132۔
- اسلم، م۔ (2023)۔ غیر ملکی لیبر مارکیٹ اور پاکستانی خواتین کا معاشی سفر۔ *البصیرہ*، 12(1)، 89–104۔
- بانو، س۔ (2020)۔ خلیجی ممالک میں تارکین وطن خواتین کے سماجی و معاشی مسائل۔ *جرنل آف اردو اسٹڈیز*، 15(3)، 45–63۔
- تعارف، م۔ (2020)۔ بین الاقوامی لیبر قوانین اور ترقی پذیر ممالک کا افرادی قوت کا بحران۔ *تحقیقاتِ مشرق*، 8(1)، 45–60۔
- توقیر، م۔ (2020)۔ خلیج میں مقیم جنوبی ایشیائی مزدوروں کے مسائل۔ *پاکستان جرنل آف ہسٹری اینڈ کلچر*، 41(2)، 221–239۔
- خان، ا۔ ہ۔ (2021)۔ کفالت نظام اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے قوانین۔ *میزان لاء جرنل*، 4(2)، 201–218۔
- شاہ، س۔ ا۔ (2023)۔ جدید معاشی نظام اور تارکین وطن مزدوروں کے قانونی چیلنجز۔ *میزان لاء ریویو*، 6(3)، 210–228۔
- شہزاد، ا۔ (2022)۔ *پاکستان مائیگریشن رپورٹ 2022*۔ لاہور سکول آف اکنامکس، سینٹر آن انٹرنیشنل مائیگریشن۔
- صدیقی، م۔ ا۔ (2017)۔ دور جدید میں معاشی غلامی کی بدلتی ہوئی شکلیں۔ *فکر و نظر*، 54(3)، 55–78۔
- صدیقی، ف۔ (2020)۔ خلیج میں مقیم خواتین گھریلو ملازمین کا معاشی اور نفسیاتی استحصال۔ *خواتین اور معاشرہ*، 18(4)، 77–95۔
- عتیق، م۔ ر۔ (2022)۔ اسلامی معاشی اخلاقیات اور دور جدید کے تجارتی قوانین۔ *الازہار ریسرچ جرنل*، 8(2)، 112–130۔
- عثمانی، م۔ ت۔ (2015)۔ *اسلام اور جدید معاشی مسائل*۔ مکتبہ معارف القرآن۔
- غفار، ا۔ اور شاہین، ر۔ (2019)۔ عالمی لیبر قوانین اور معاشی استحصال کا شکار خواتین۔ *تحقیقات اردو*، 7(1)، 76–94۔
- فاروق، ع۔ (2018)۔ کفالت نظام کا ساختی مطالعہ اور دور جدید کی معاشی غلامی۔ *فکر و نظر*، 55(2)، 143–165۔
- گیلانی، س۔ م۔ (2019)۔ تارکین وطن خواتین کے حقوق اور خلیجی قوانین کا تنقیدی مطالعہ۔ *الادراک جرنل*، 3(2)، 88–104۔
- محمود، م۔ ز۔ (2019)۔ مزدور کے حقوق شریعتِ اسلامی اور آئین و قوانینِ پاکستان کا مطالعہ۔ *القمر*، 2(1)، 45–62۔

- نیازی، س۔ ک۔ (2018)۔ مشرق وسطیٰ کا معاشی ڈھانچہ اور غیر ملکی افرادی قوت۔ العرفان، 6(4)، 134–152۔
- نعمان، م۔ (2021)۔ اسلامی ریاست میں معاشی انصاف اور کمزور طبقات کا تحفظ۔ الشریعہ، 32(3)، 155–174۔
- یاسمین، ر۔ (2022)۔ مسلم دنیا میں خواتین ورکرز کا معاشی استحصال اور تحقیقی خلا۔ البصیرہ، 11(1)، 67–85۔